International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

حدیث کے معلول ہونے میں تفرد کا اثر (صحیح بخاری کی روشنی میں امام بخاریؒ کے منہج کا تحقیقی جائزہ)

The Effect of "Tafarud" in Making Hadith Invalid (Analysis of Imam Bukhari's Methodology in the Light of Saheeh Bukhari)

1. Ghulam Murtaza,
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: Career.developer101@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-6283-5730

2. Dr. Farhat Naseem Alvi,
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: dr.farhatalvi@yahoo.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9565-7889

To cite this article: Ghulam Murtaza and Dr. Farhat Naseem Alvi. 2022. "حدیث کے معلول ہونے میں تفرد کا اثر (صحیح بخاری کی روشنی میں امام بخاریؒ کے منہج کا تحقیقی جائزہ): The effect of "Tafarud" in making Hadith invalid (Analysis of Imam Bukhari's methodology in the light of Saheeh Bukhari)". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 194-211.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 194-211
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-15/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u15
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	10 June 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

One of the conditions of a "Saheeh Hadith" is that it should not be ill or infrequent. The most powerful source to know the illness and infrequency is individuality, as it is directly related to the reasons that lead to the illness of Hadith. Therefore, the discussion of individuality is of great importance because it has a major role to play in final ruling on Hadith according to its actual status. According to the latter, the order of "tafarud" is usually based on the narrator's condition. If the narrator is weak, then the narration will be rejected, Trustworthy will be acceptable, And if it is moderate, then the narration will be considered as good. But this is not a general rule. The practice of the pioneers is that they take into account the authenticity of the narrator as well as the various other clue-based evidence too. In their

light, they accept some narrations of the trustworthy individual as well as reject some. According to Imam Bukhari “tafarud” alone does not lead to illness, but it is decided in the light of other clue-based evidence. His book “Saheeh Bukhari” is free from weak narrations and has the status of the most correct book after the Book of Allah. Nevertheless, we see that some of the Hadiths of Sahih Bukhari have been discussed in terms of individuality. The following article clarifies his point of view on individualism and the nature of these objections as well as the method he has adopted in accepting these narrations.

Keywords: Illness, Infrequency, Trustworthy, Individuality, Clue-based evidence (Qaraain)

1. تفرد کا لغوی مفہوم:

تفرد فَرد سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ تنہا اور اکیلا رہ جانے کے ہیں۔ جیسے ریوڑ سے الگ رہ جانے والے ہرن کو اہل عرب "ظَبیَةٌ فَارِدٌ" کہتے ہیں۔ اسی طرح بیری کا درخت جو باقی بیری کے درختوں سے الگ تھلگ ہو اسے "اَلسِّدرَةُ الفَارِدَةُ" کہتے ہیں۔ [1]

اصطلاحی مفہوم :

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"التفرُّدُ یکونُ لما انْفَرَدَبه الراوی إسناداً أومتناً ،ویکونُ لما تَفَرَّدَبه عن شیخٍ معیَّن." [2]

" تفرد یہ ہے کہ راوی سند یا متن میں دوسرے رواۃ سے منفرد رہ جائے۔ یا کسی خاص شیخ سے بیان کرنے میں منفرد رہ جائے۔"

تفرد کو غرابت بھی کہا جاتا ہے۔ مذکورہ تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ تفرد کی دو قسمیں ہیں:

1۔ فردِ مطلق۔ اسے غریب مطلق بھی کہتے ہیں۔

2۔ فردِ نسبی۔ اسے غریب نسبی بھی کہا جاتا ہے۔

فردِ مطلق یہ ہے کہ وہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صرف اسی سند سے مروی ہے جس کے کسی طبقے میں صرف یہی ایک راوی ہے۔ یہ سند و متن ہر دو اعتبار سے غریب ہوتی ہے۔[3] اسی کی تعریف حافظ ابن حجرؒ نے ان الفاظ میں کی ہے:

"ھو ما تفرد بروایته شخص واحد فی أی موضع وقع التفرد به من السند." [4]

"روایت کو بیان کرتے ہوئے سند کے کسی طبقہ میں کوئی راوی منفرد رہ جائے۔"

---

[1] Ibn-e-Fāris, Abu-al-Husain Ahmad bin Fāris bin Zakariya, *Mōjam o Maqāyīs-al-Lughah,* Dār-al-Fikr,Beīrūt,Lebanon,1979 AH,V.4, P.500; Ibn-e-Manzūr, Muhammad bin Mukarram bin Manzūr Afrīqī, *Lisān-al-Arab,* Dār-e-Sādir,Beīrūt,Lebanon,V.3, P.331

[2] Zahabi, Muhammad bin Ahmad bin Usmān, *Al-Mūqizah fī Ilm-e-Mūstalah al-Hadith,* Maktaba al-Matbūāt al-Islāmia,Aleppo,Syria,1405 H, P.43

[3] Sakhāvī,Shams al-Dīn Muhammad bin Abdul Rahmān bin Muhammad, *Fath al-Mughīs Sharh Alfiyya al-Hadith,*Dār al-Kutob al-Ilmiyyah,Beīrūt,Lebanon,1403 H, V.1, P.253; Ulwān, Sheikh Sulēmān bin Nāsir, *Sharh o Mūqizah al-Zahabi fī Ilm e Mustalah al-Hadith,*V.1, P.83; Ibn e Hajar Asqlānī, Ahmad bin Ali bin Muhammad, *Nuzhat al-Nazar fī Tozīh e Nukhbat al-Fikr fī Mustalah Ahl al-Asar*, Matbā Safēr,Riyādh,1422 H, P.28; Bashīr Ali Umar, *Manhaj al-Imām Ahmad fī Ēlāl al-Ahādith*, Waqf al-Salām,2005 AH, V.2, P.775

[4] Ibn e Hajar Asqlānī, *Nuzhat al-Nazar,* P.19

فردِ نسبی یہ ہے کہ ایک روایت جو متعدد شیوخ سے مروی ہے، ان میں سے کسی شیخ سے اس کا ایک ہی شاگرد اس روایت کو بیان کرتا ہو۔ یہ روایت خاص اس سند کے اعتبار سے غریب ہوتی ہے۔ اسی پر حکم لگاتے ہوئے امام ترمذیؒ "غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، کیونکہ اس سند کے علاوہ دوسری اسناد سے وہ متن مشہور ہوتا ہے۔[(5)]

2. تفرد کا حکم:

تفرد یا غرابت مطلقاً حدیث کے رد کا سبب نہیں ہے۔ بہت سی احادیث ایسی ہیں جو غریب ہیں لیکن صحیح اور قابل عمل ہیں، جیسے صحیح بخاری کی پہلی حدیث "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" ہے۔[(6)] اس میں تمام طبقات کے اندر تفرد موجود ہے۔ صحابہ کرام میں سے صرف عمر بن خطابؓ سے یہ روایت مروی ہے۔ ان کے علاوہ کسی صحابی نے اسے بیان نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ سے بیان کرنے والے صرف ان کے ایک شاگرد علقمہ بن وقاص لیثی ہیں۔ علقمہ سے صرف محمد بن ابرہیم تیمی بیان کرتے ہیں۔ اور محمد بن ابراہیم سے صرف یحیٰی بن سعید انصاری بیان کرتے ہیں۔ لیکن ہر طبقے میں تفرد ہونے کے باوجود حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہے۔

تفرد حدیث کے رد کا سبب اس وقت بنتا ہے جب وہ کسی ایسے نتیجے پر منتج ہو جو حدیث کے ضعف کا سبب ہے۔ مثال کے طور پر شاذ، منکر، معلل، مدرج، مصحف، اور زیادت وغیرہ تمام امور کا براہِ راست تعلق راوی کے تفرد کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

"ويستعان على إدراكها (أي العلة) بتفرد الراوي ، وبمخالفة غيره له مع قرائن تنضم إلى ذلك."[(7)]

"علّت کا ادراک راوی کے تفرد، دیگر رواۃ کی مخالفت اور کچھ قرائن کی بدولت ہوتا ہے جو اس سے ملے ہوتے ہیں۔"

متاخرین کے نزدیک تفرد کا حکم عموماً راوی کے احوال کے حساب سے لگایا جاتا ہے۔ اگر راوی ضعیف ہے تو روایت مردود، ثقہ ہے تو مقبول، اور متوسط ہے تو روایت حسن ہوگی۔[(8)] لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ متقدمین کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ راوی کی ثقاہت کے ساتھ دیگر مختلف قرائن کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔ اور ان کی روشنی میں ثقہ متفرد کی کچھ روایات قبول کرتے ہیں اور کچھ قبول نہیں کرتے۔ یہی بات اولیٰ ہے، کیونکہ اگر ثقہ کی ہر روایت قبول کرنا ضروری ہوتا تو صحیح کی تعریف میں عدمِ علت اور عدمِ شذوذ کی قید لگانے کی ضرورت نہ پڑتی۔[(9)]

قرائن مختلف ہوتے ہیں۔ ایک قرینہ ثقات یا اوثق کی مخالفت ہے۔ امام مسلمؒ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"راوی کسی مشہور محدث سے بیان کرنے میں اس کے دیگر تمام تلامذہ کے ساتھ شریک اور متفق ہو، لیکن کوئی ایسی اضافی بات بیان کرے جو اس محدث کے دیگر شاگردوں نے بیان نہیں کی۔ تو ایسے اضافے کو اہل علم قبول کرتے ہیں۔ لیکن

---

(5) Sakhāvī, *Fath al-Mughīs Sharh Alfiyya al-Hadith*,V.1,P.253; Ulwān, *Sharh o Mūqizah al-Zahabi*,V.1,P.83; Ibn e Hajar Asqlānī, *Nuzhat al-Nazar*,P.28; Bashīr Ali Umar, *Manhaj al-Imām Ahmad fī Ēlāl al-Ahādith*, V.2, P.775

(6) Bukhāri, Abu Abdullah Muhammad bin Ismāīl, *Al-Jāmē al-Sahīh*,Darussalam, Riyādh,1999 AH, Hadith:1

(7) Ibn e Salah, Usmān bin Abdul Rahmān Shahrzorī, *Uloom al-Hadith*, Dār al-Fikr al-Muāsir, Beīrūt,Lebanon,2004 AH, P.81

(8) Ibd,P. 70-71

(9) Malībāri, Dr. Hamza bin Abdullah, *Al- Muwāzinah bain al-Mutaqaddimīn wal-Muta'akhirīn fī Tashīh al-Ahādith wa Ta'alīlehā*, Dār Ibn e Hazm,Beīrūt,Lebanon,2001 AH, P.27-28; Malībāri, Dr. Hamza bin Abdullah, *Al-Hadith Al-Ma'lōl*, Dār Ibn e Hazm,Beīrūt,Lebanon, 1996 AH, P.122-125

زہری جیسے مشہور محدث سے ان کا کوئی شاگرد ایسی بات بیان کرتا ہے جو ان کے کسی اور شاگرد نے بیان نہیں کی، یا ان کے برعکس بیان کرتا ہے تو ایسی بات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔"[10]

حافظ ابن مندہؒ فرماتے ہیں:

"الغريب من الحديث كحديث الزهري وقتادة وأشباههما من الأئمة ممن يجمع حديثهم إذا انفرد الرجل عنهم بالحديث يسمى غريباً."[11]

"زہری اور قتادہ جیسے مشہور محدث جن کی روایات پر اتفاق ہوتا ہے، اگر کوئی راوی ان سے ایسی روایت بیان کرتا ہے جو ان سے کسی اور نے بیان نہیں کی تو وہ روایت غریب ہوگی۔"

مخالفت کے علاوہ کوئی اور قرینہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ہر حدیث کے اعتبار سے قرائن مختلف ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات مخالفت نہ ہونے کے باوجود بھی محدثین روایت کو معلول قرار دے رہے ہوتے ہیں۔جیسا کہ حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں:

"وأما أكثر الحفاظ المتقدمين فإنهم يقولون في الحديث إذا تفرد به واحد وإن لم يرو الثقات خلافه: "إنه لا يتابع عليه"....وليس عندهم لذلك ضابط يضبطه."[12]

"اکثر متقدمین حفاظ ایسی روایت جس میں راوی منفرد رہ جائے اور باقی ثقات اس کے خلاف روایت نہ بھی کریں، کے بارے میں فرماتے ہیں:"إنه لا يتابع عليه"۔اس بات کو وہ اس راوی کے حق میں علت شمار کرتے ہیں۔الّا یہ کہ وہ قوی حافظے اور عدالت والا ہو اور حدیث میں مشہور ہو، جیسے زہری اور ان جیسے دیگر۔اور بسا اوقات وہ بہت بڑے ثقہ متفرد کی روایت کو منکر قرار دیتے ہیں، لہٰذا محدثین کا ہر حدیث کے بارے میں الگ نقد ہے، کوئی مقرر قانون نہیں جسے بیان کیا جا سکے۔"

معلوم ہوا ایسی حدیث کے قبول ورد کا فیصلہ محض تفرد کی بنا پر نہیں بلکہ دیگر قرائن کی روشنی میں ہوگا۔قرائن اگر قبولِ روایت کے حق میں ہوں تو روایت مقبول ہوگی۔اور اگر عدم قبول کے حق میں ہوں تو مردود قرار پائے گی۔قرائن ہر حدیث کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔اس کے لیے تمام طرق واسانید کا علم ہونا ضروری ہے۔اس لیے محدثین تمام طرق کا استیعاب کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں حدیث پر حکم لگاتے ہیں۔

3. تفرد اور امام بخاریؒ

امام بخاریؒ علمِ حدیث کے سرخیل اور عللِ حدیث کے امام ہیں۔آپ کی شاہکار کتاب صحیح بخاری کتبِ حدیث میں سب سے نمایاں مقام رکھتی ہے اور اسے کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کو حدیث کی علل پر کمال درجے کا عبور حاصل تھا۔اس علم کی بدولت آپ نے کسی ایسی حدیث کو اپنی کتاب کا حصہ نہیں بننے دیا جس میں کوئی سقم یا علت ہو جو حدیث کے ضعف کا سبب بنتی ہو۔آپ نے صرف ان احادیث کو جمع کیا ہے جو محدثین کے میزان پر پورا اترتی ہیں اور ان کے ہاں مشہور و متداول ہیں۔[13] آپ کا منہج محض احادیث کا ذخیرہ کرنا نہیں بلکہ صحیح احادیث کا مجموعہ مرتب کرنا تھا۔اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح بخاری کی کچھ احادیث پر تفرد کے اعتبار سے کلام کیا

---

[10] Nasāī,Ahmad bin Shoaib, *Al-Sunan al-Kubrā*, Dār al-Kutob al-Ilmiyyah,Beīrūt,Lebanon, 1991 AH, Hadith:7
[11] Ibn e Salah, *Uloom al-Hadith*, P.243
[12] Ibn e Rajab Hanbalī,Abdul Rahmān bin Ahmad Baghdādī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, Darussalam, Egypt,2012 AH, P.208
[13] Muslim,Abu al-Husain Muslim bin Hajjāj al-Qushairī, *Muqaddamah al-Jamē al-Sahīh*, Darussalam, Riyādh,1999 AH, P.2

گیا ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ امام بخاریؒ نے ان احادیث کو بیان کرنے میں کیا منہج اختیار کیا ہے۔ آپ تفرد کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک تفرد کب علت کا باعث بنتا ہے اور کب نہیں بنتا۔

امام بخاریؒ کا شمار متقدم محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ کے نزدیک محض تفرد علت کا باعث نہیں بنتا۔ اگر راوی ثقہ ہے تو آپ دیگر قرائن کا استعاب کرتے ہیں۔ پھر ان کی روشنی میں جو پہلو راجح قرار پائے اس کے مطابق لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں۔ اگر قرائن قبولِ روایت کے حق میں ہوں تو آپ روایت قبول کرتے ہیں اور اگر عدمِ قبول کے حق میں ہوں تو آپ روایت کو معلول قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں بطورِ مثال چند روایات ذکر کر کے واضح کیا جائے گا کہ امام بخاریؒ نے ان کے قبول ورد میں کیا منہج اختیار کیا ہے۔

4. صحیح بخاری کی روایات جنھیں تفرد کی بناپر معلول کہا گیا ہے

پہلی مثال:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ....وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ."[14]

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے دوست سے دشمنی روا رکھی میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ جن اعمال سے بندہ میرا اقرب تلاش کرتا ہے ان میں سے فرائض سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں۔ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا اقرب تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ پھر اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں وہ اسے عطا کرتا ہوں۔ اور اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ عطا کرتا ہوں۔"[15]

اس حدیث کو بیان کرنے میں امام بخاریؒ منفرد ہیں۔ حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"وهو من غرائب الصحيح تفرد به ابن كرامة عن خالد....لا تخلو كلها من مقال."[16]

"یہ صحیح بخاری کی غریب روایات میں سے ہے۔ اس میں ابن کرامہ خالد سے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ مسند احمد میں یہ روایت نہیں ہے۔ مزید بر اں خالد قطوانی کے بارے میں امام احمد وغیرہ نے کلام کیا ہے اور کہا ہے "له مناكير"۔ یہ حدیث دیگر طرق سے بھی مروی ہے لیکن کوئی بھی خرابی سے خالی نہیں ہے۔"[17]

ان آئمہ کے نزدیک اس حدیث کے منکر ہونے کا سبب محمد بن عثمان بن کرامہ کا خالد بن مخلد قطوانی سے بیان کرنے میں منفرد ہونا ہے۔ محمد بن عثمان بن کرامہ ثقہ ہیں اور بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔[18] خالد بن مخلد بھی بخاریؒ کے استاد ہیں۔ بخاریؒ ان سے بالواسطہ بھی بیان کرتے ہیں اور بلاواسطہ بھی۔ ان کے بارے میں آئمہ جرح وتعدیل کی درج ذیل مختلف آراء ہیں:[19]

---

[14] Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:6502
[15] Ibd.
[16] Ibn e Rajab Hanbalī,Abdul Rahmān bin Ahmad Baghdādī, *Jāmi al-Uloom wal-Hikam*, Dār ibn e Kasīr,Beīrūt,Lebanon,2008 AH, V.2, P.330,331
[17] Ibn e Rajab Hanbalī,Abdul Rahmān bin Ahmad Baghdādī, *Jāmi al-Uloom wal-Hikam*, Dār ibn e Kasīr,Beīrūt,Lebanon,2008 AH, V.2, P.330,331

امام عجلیؒ فرماتے ہیں : "ثقة فیه تشیع"

ابن سعدؒ فرماتے ہیں : "کان متشیعا مفرطا"

صالح جزرہؒ فرماتے ہیں : "ثقة إلا أنه کان متهما بالغلو فی التشیع"

احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں : "له مناکیر"

ابو داودؒ فرماتے ہیں : "صدوق إلا أنه یتشیع"

ابو حاتمؒ فرماتے ہیں : "یکتب حدیثه ولا یحتج به"

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"أما التشیع فقد قدمنا أنه إذا کان ثبت الأخذ والأداء لا یضره لا سیما ولم یکن داعیة إلی رأیه ....وروی له الباقون سوی أبی داود."[20]

"جب روایت لینا اور ادا کرنا ثابت ہو جائے تو شیعت مضر نہیں رہتی، بالخصوص جبکہ وہ اپنی رائے کی طرف دعوت دینے والا نہ ہو۔ اس کی منکر روایات کو ابن عدیؒ نے "الکامل" میں جمع کیا ہے۔ ان میں اس روایت کا ذکر نہیں جسے امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اس کی صرف اِسی روایت کو بیان کیا ہے۔ ابو داود کے علاوہ باقی محدثین نے اس سے روایات لی ہیں۔"[21]

ابن حجرؒ نے تقریب میں اس کے حال کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"صدوق یتشیع وله أفراد."[22]

امام بخاریؒ کا اصول ہے کہ آپ کسی ایسے راوی سے روایت نہیں لیتے جس کی صحیح اور سقیم روایات الگ نہ کی جا سکیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"کل رجل لا أعرف صحیح حدیثه من سقیمه لا أروی عنه، ولا أکتب حدیثه."[23]

"جس راوی کی صحیح اور ضعیف احادیث میں میں فرق نہیں جانتا، اس سے روایات نہیں لیتا، نہ اس کی حدیث کو لکھتا ہوں۔"

آپ متکلم فیہ رواۃ کی روایات کی چھان بین کر کے صحیح اور سقیم روایات کو الگ کرتے ہیں اور پھر صحیح روایات کو بیان کرتے ہیں جیسے اسماعیل بن ابی اویس کی روایات کی چھان بین کر کے اس کی صحیح روایات کو اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔[24] اسی طرح سعید بن ابی عروبہ کی احادیث ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"جب امام بخاریؒ ایسے راویوں کی روایات بیان کرتے ہیں تو ان کی چھان پھٹک کر کے ایسی روایات بیان کرتے ہیں جن پر محدثین کی موافقت ہے۔"[25]

---

[18] Ibn e Hajar Asqlānī, Ahmad bin Ali bin Muhammad, *Taqrīb al-Tahzīb,* Dār al-Rashīd Aleppo,Syria,1406 H, P.496

[19] Ibn e Hajar Asqlānī, Ahmad bin Ali bin Muhammad, *Hadī al-Sārī Muqaddamah Fath al-Bārī,* Matba'a Mīriyyah,Egypt,1301 H, P.421

[20] Ibd.

[21] Ibn e Hajar Asqlānī, *Hadī al-Sārī*, P.421

[22] Ibn e Hajar Asqlānī, *Taqrīb al-Tahzīb,* P.190

[23] Tirmazi, Abu Ēsā Muhammad bin Ēsā bin Sorah, *Ēlal al-Tirmazi al-Kabīr*, Ālim al-Kutob, Beīrūt,Lebanon,1409 H, V.2, P.978

[24]Ibn e Hajar Asqlānī, *Hadī al-Sārī* P.410

اسی طرح عبد اللہ بن صالح کی احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

"بے شک امام بخاریؒ نے اس کی جو احادیث بیان کی ہیں وہ صحیح ہیں اور انھیں آپ نے ان کی احادیث میں سے چن کر لیا ہے۔"[(26)]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک خالد بن مخلد قطوانی کا صدق راجح ہے اور اس کی صحیح اور سقیم روایات میں آپ کو امتیاز ہے۔ اسی بنا پر آپ نے ان سے یہ روایت بیان کی ہے۔[(27)] آپ اپنے اساتذہ کی روایت کی جانچ درج ذیل امور سے بھی کرتے ہیں:

1۔ راوی ثقہ اور ثبت ہو اور اس کی صحیح حدیث کی پہچان ہو سکے۔

2۔ راوی صدوق ہو، اغلاط کرتا ہو لیکن اس کی صحیح روایات دیگر طرق سے معلوم ہو سکیں، مثال کے طور پر اس کے لیے عمدہ اصول ہوں یا اس کی اغلاط ایک خاص جہت سے ہوں۔"[(28)]

تو آپ نے درج ذیل امور و قرائن کی بنا پر اس روایت کو بیان کیا ہے:

1۔ اپنے شیخ کے احوال کا بخوبی علم۔

2۔ شیخ کی صحیح و سقیم روایات میں تمیز کا علم۔

2۔ متن کا قرآن و سنت اور اصولِ شریعت کے مخالف نہ ہونا۔

3۔ کثیر شواہد (ضعیفہ) کا موجود ہونا۔

4۔ متن کا حلال حرام سے متعلق نہ ہونا، بلکہ فضائل اعمال سے متعلق ہونا۔

دوسری مثال:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ ....فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ، أَوْ قَالَ حَدَّكَ."[(29)]

"حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول میں حد کا مرتکب ہوا ہوں، لہٰذا آپ مجھ پر حد نافذ فرما دیجیے۔ آپ نے اس سے کچھ نہ پوچھا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ اس نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو وہ آدمی کھڑا ہو کر آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول میں نے قابلِ حد گناہ کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم نافذ فرما دیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟" اس نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ نے تیرا گناہ، یا فرمایا: تیری حد معاف کر دی ہے۔"[(30)]

[(25)]Ibd,P.435
[(26)]Ibd.
[(27)]Muallamī, Abdul Rahmaān bin Yahyā bin Yamānī, *Al-Tankīl bema fī Ta'nīb al-Kosarī min al-Abātīl*, Al-Maktab al-Islami,Damascus,Syria, V.1, P.321
[(28)]Muallamī, *Al-Tankīl*, V.1, P.321
[(29)]Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:6823
[(30)]Ibd.

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے بھی حسن بن علی حلوانی عن عمرو بن عاصم کے طریق سے بیان کیا ہے۔(31) امام بردیجی اور امام ابو حاتم وغیرہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ حافظ ابو احمد بن ہارون بردیجیؒ کہتے ہیں:

"هذا عندي حديث منكر، وهو عندي وهم من عمرو بن عاصم."(32)

"میرے نزدیک یہ حدیث منکر اور عمرو بن عاصم کا وہم ہے۔"

ابن ابی حاتم امام ابو حاتمؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

"هذا الحديث باطل بهذا الإسناد."(33)

"یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے۔"

بعض متاخرین جیسا کہ ابن رجبؒ نے العلل الترمذی میں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کا جواب دیا ہے۔ حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"ولعل أبا حاتم والبرديجي إنما أنكر الحديث لأن عمرو بن عاصم ليس هو عندهما في محل من يحتمل تفرده بمثل هذا الإسناد."(34)

"ممکن ہے ابو حاتم اور بردیجی نے اس حدیث کو منکر اس بنا پر کہا ہو کہ عمرو بن عاصم کا تفرد ان کے نزدیک قبولیت کے قابل نہیں۔"

حافظ ابن حجرؒ امام بردیجی کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لم يبين (أي البرديجي) وجه الوهم.....ومن ثم أخرجه مسلم عقبه."(35)

"بردیجی نے وہم کی وجہ نہیں بتائی۔ انھوں نے اسے اپنی عادت کے مطابق مطلقاً منکر کہا ہے کیونکہ وہ ہر منفرد روایت کو، جب اس کی متابعت نہ ہو، منکر کہہ دیتے ہیں۔ اگرچہ ہمام اور عمرو بن عاصم کی اس حدیث میں متابعت نہیں البتہ ابو امامہ کی حدیث اس کا شاہد ہے۔ اسی وجہ سے امام مسلمؒ نے اسے اپنی صحیح میں اس کے بعد بیان کیا ہے۔"(36)

حافظ ابن رجبؒ نے بردیجی کے نزدیک منکر حدیث کی ان کے اپنے الفاظ میں تصریح کی ہے:

"المنكر هو الذي يحدث به الرجل عن الصحابة أو التابعين عن الصحابة لا يعرف ذلك الحديث، وهو متن الحديث إلا من طريق الذي رواه فيكون منكراً."(37)

"منکر وہ روایت ہے جسے راوی صحابہ یا تابعین سے بیان کرے لیکن وہ صرف اسی طریق سے ہی معروف ہو۔"

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں:

---

(31) Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:2764
(32) Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.253
(33) Ibn e Abī Hātim, Abu Muhammad Abdul Rahmān bin Muhammad bin Idrīs al-Rāzī, *Kitāb al-Ēlal*, Maktabah al-Malik Fahad al-Wataniyyah, Riyādh, 2006 AH, V.2, P.454
(34) Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.253
(35) Ibn e Hajar Asqlānī, Ahmad bin Ali bin Muhammad, *Fath al-Bārī,* Darussalam, Riyādh, 1999 AH, V.12, P.137
(36) Ibn e Hajar Asqlānī, Ahmad bin Ali bin Muhammad, *Fath al-Bārī,* Darussalam, Riyādh, 1999 AH, V.12, P.137
(37) Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.252

"سعید، شعبہ یا ہشام کے قتادہ سے منفرد رہ جانے والی روایت کے بعد یہ کلام کرنا گویا تصریح ہے کہ جس روایت میں بھی ثقہ ثقہ سے منفرد رہ جائے اور وہ متن کسی اور طریق سے معروف نہ ہو تو وہ (ان کے نزدیک) منکر ہے۔"(38)

اس سے ثابت ہوا کہ بردیجی اور ابو حاتم نے اسے اپنے علم کی بنا پر منکر کہا کہ اس کا کوئی متابع اور شاہد نہیں ہے، حالانکہ اس کا شاہد موجود ہے۔ صحیح مسلم میں اس کا شاہد ان الفاظ میں موجود ہے۔

"حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، وَنَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ.... فَإِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ - أَوْ قَالَ: ذَنْبَكَ -(39)

اسی بنا پر امام بخاریؒ نے اسے صحیح بخاری کا حصہ بنایا ہے۔

تیسری مثال:

"أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ."(40)

"عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ولا کی بیع اور ہبہ سے منع فرمایا ہے۔"

اس روایت کو ابن عمر سے بیان کرنے میں عبد اللہ بن دینار منفرد ہیں۔ ابن دینار کے بعد بہت مشہور ہے۔ ابو نعیم اصفہانی نے ابن دینار سے اس کے پینتیس طرق بیان کیے ہیں۔(41)

امام مسلمؒ نے اس حدیث کے سات طرق اپنی صحیح میں بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

"الناس كلهم عيال على عبد الله بن دينار في هذا الحديث."(42)

"اس حدیث کے حوالے سے تمام لوگ عبد اللہ بن دینار کے محتاج ہیں۔"

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

"حسن صحيح لا نعرفه إلا من حديث عبد الله بن دينار، رواه عنه شعبة وسفيان ومالك."

"یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے نزدیک یہ صرف عبد اللہ بن دینار ہی سے معروف ہے۔ ان سے شعبہ، سفیان اور مالک بیان کرتے ہیں۔"

ابن رجبؒ اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وهو معدود من غرائب الصحيح.... وهذا مما يعلل به حديث عبد الله ابن دينار."(43)

"یہ حدیث صحیح بخاری کی غریب احادیث میں شمار ہوتی ہے۔ بخاری و مسلمؒ نے اسے بیان کیا ہے۔ اس کے باوجود امام احمدؒ نے اس پر کلام کیا ہے اور فرمایا ہے: عبد اللہ بن دینار کی اس حدیث میں متابعت نہیں کی گئی۔ اور انھوں نے اشارہ فرمایا کہ صحیح روایت وہ ہے جو نافع نے ابن عمرؓ سے بیان کی ہے کہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" اور

---

(38)Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.252
(39)Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:2765
(40)Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:2535
(41)Ibn e Hajar Asqlānī, *Fath al-Bārī,* V.12, P.44
(42)Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:3861
(43)Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.238-239

آپ نے ولا کے بیع اور ہبہ کی ممانعت کا ذکر نہیں کیا۔ میں (ابن رجب) کہتا ہوں: نافع نے اس حدیث کو ابن عمرؓ سے موقوفاً ذکر کیا ہے جس بنا پر ابن دینار کی روایت معلول قرار دی گئی۔"(44)

امام احمدؒ نے اس حدیث کو درج ذیل امور کی بنا پر معلول قرار دیا ہے:

1۔ اس حدیث کو ابن عمر ؓ سے بیان کرنے میں ابن دینار منفرد ہیں۔ ابن عمر ؓ کے دیگر شاگرد نافع اور سالم وغیرہ اسے بیان نہیں کرتے۔

2۔ ابن عمر ؓ کے دیگر بعض شاگردوں، جیسے نافع، نے ابنِ دینار کے الفاظ کے علاوہ دیگر الفاظ بیان کیے ہیں جو یہ ہیں: "إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" اور اس میں ولا کی بیع اور ہبہ کی ممانعت کا ذکر نہیں کیا۔

3۔ نافع نے ابن عمر ؓ سے "نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَ هِبَتِهِ" کے الفاظ روایت کیے ہیں لیکن انھوں نے اسے ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے، مرفوع بیان نہیں کیا۔ اور یہ معلوم ہے کہ نافع ابن دینار سے احفظ ہیں۔ انھوں نے موقوف بیان کیا ہے تو ان کی روایت اصح ہو گی۔ یہ سب سے اہم بات ہے جس کی بنا پر امام احمدؒ نے ابن دینار کی روایت کو معلول قرار دیا ہے۔

امام احمدؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن دینار نے یہ حدیث بالمعنیٰ روایت کی ہے، روایت باللفظ کا اہتمام نہیں کیا۔ ابو بکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی میں اس بات کی صراحت کی ہے، فرماتے ہیں:

"اس حدیث کو بیان کرنے میں عبد اللہ بن دینار منفرد ہیں۔ وہ حدیث کے دوسرے درجے پر ہیں کیونکہ انھوں نے نبیٔ کریم ﷺ کے الفاظ بعینہٖ نقل نہیں کیے بلکہ آپ کے الفاظ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ کا مفہوم بیان کیا ہے۔"(45)

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی ؒ نے اس حدیث کو درج ذیل اسباب کی بنا پر صحیح کہا ہے:

1۔ یہ متن جس میں عبد اللہ بن دینار منفرد ہیں اس موضوع میں وارد ہونے والی دیگر احادیث سے متصادم نہیں، چاہے وہ ابن عمرؓ ہی سے مروی ہوں یا حضرت عائشہؓ سے۔ اس موضوع میں نبیٔ کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے: إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔ اس میں حصر ہے کہ ولاء عتق کے ساتھ خاص ہے، بیع اور ہبہ جیسے دیگر اسباب ملکیت کے ساتھ اس کا تعلق نہیں۔ امام بخاریؒ کا اشارہ اس طرف ہے کہ یہ دونوں حدیثیں معنی اور مفہوم میں ایک ہی ہیں۔ اس لیے آپ نے کتاب العتق میں عنوان "باب بيع الولاء و هبته" قائم کیا اور اس کے تحت عبد اللہ بن دینار کی ابن عمرؓ سے مروی حدیث ذکر کی، پھر اس کے بعد حضرت عائشہؓ کی حدیث ذکر کی جس کے الفاظ یہ ہیں: "أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرَقَ"

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"آپ کا اس حدیث کو اس ترجمہ کے تحت لانے کا مقصد یہی ہے کہ اس سے مراد "إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" ہی ہے اگرچہ یہاں یہ ان الفاظ سے مروی نہیں ہے۔ آپ نے حسب عادت اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ولاء صرف معتق کی ہو گی، کسی اور کی نہیں۔"(46)

2۔ اس حدیث کے مضمون پر فقہاء صحابہ، تابعین اور آئمہ ؒ کا عمل ہے۔ اور یہ بات اس حدیث کی صحت کے لیے شاہد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی بات کی طرف امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں اشارہ فرمایا ہے، آپ نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

---

(44)Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.238-239
(45)Ibn e Hajar Asqlānī, *Fath al-Bārī,* V.12, P.45
(46)Ibn e Hajar Asqlānī, *Fath al-Bārī,* V.12, P.45

"هذا حديث صحيح لا نعرفه إلا من حديث عبدالله بن دينار عن ابن عمر ، والعمل على هذا الحديث عند أهل العلم."[47]

"یہ حدیث صحیح ہے۔ہم اسے صرف عبد اللہ بن دینار ہی سے جانتے ہیں۔اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے۔"

3۔عبد اللہ بن دینار کی حدیث شعبہ، مالک بن انس اور سفیان ثوریؒ کے طریق سے مروی ہے۔اور عبد اللہ بن دینار کی حدیث جب ان کے طریق سے مروی ہو تو صحیح ہوتی ہے۔

امام بردیجیؒ فرماتے ہیں:

"عبد اللہ بن دینار کی شعبہ، مالک اور سفیان ثوریؒ سے احادیث صحیح ہوتی ہیں۔"[48]

امام احمدؒ نے روایت باللفظ کا خیال رکھا ہے جبکہ دیگر نے روایت بالمعنیٰ کا اور انھوں نے نافع والی حدیث کے ساتھ کوئی تضاد نہیں پایا تو اسے صحیح قرار دے دیا۔درج بالا قرائن کی بنا پر امام بخاری اور امام مسلمؒ نے عبد اللہ بن دینار کی روایت کو صحیح قرار دیا اور اسے اپنی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

چوتھی مثال:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ."[49]

"حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ساٹھ اور کچھ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

اس حدیث کو مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ ؒ نے بھی روایت کیا ہے۔اور امام ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اس کا شمار بھی صحیح بخاری کی غریب احادیث میں ہوتا ہے۔عبد اللہ بن دینار ابو صالح سے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔پھر عبد اللہ بن دینار سے آگے بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔اور یہ تمام بیان کرنے والے کتب ستّہ کے راوی ہیں۔

ابن رجبؒ امام عقیلی سے نقل کرتے ہیں:

"وأما رواية المشايخ عنه ففيها اضطراب....ولم تابع عبد الله بن دينار عن أبي صالح عليه أحد."[50]

"عبد اللہ بن دینار سے مشائخ کی روایت میں اضطراب ہے۔یحیٰی بن سعید، عبد العزیز بن ماجشون، سہیل، ابن عجلان اور یزید بن ہاد نے عبد اللہ بن دینار سے ابو صالح کے واسطے سے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے: "اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ شُعْبَةً"۔اثبات میں سے کسی نے بھی ان کی متابعت نہیں کی، اور عبد اللہ بن دینار کی ابو صالح سے بیان کرنے میں کسی نے متابعت نہیں کی۔"[51]

پھر ابن رجبؒ امام عقیلی کے کلام کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[47] Tirmazi, Abu Ēsā Muhammad bin Ēsā bin Sorah, *Al-Sunan*, Darussalam, Riyādh,1999 AH, Hadith:1236
[48] Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.262
[49] Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:9; Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh,* Hadith:161
[50] Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi,* P.262
[51] Ibd.

"امام عقیلی کا قول "لم يتابع عليه" قطان، احمد اور بردیجی کے کلام سے مشابہہ ہے کہ جب راوی کی متابعت نہ ہو تو اس حدیث کے بارے میں توقف کیا جائے گا یا وہ منکر کہلائے گی۔"[52]

گویا حافظ عقیلیؒ کا اس حدیث کو منکر کہنا درج ذیل امور کی بنا پر ہے:

1۔ عبد اللہ بن دینار کا منفرد ہونا۔ کہ اس کی کسی نے متابعت نہیں کی۔

2۔ عبد اللہ بن دینار سے یہ روایت بیان کرنے والوں کی حفاظ نے متابعت نہیں کی۔

3۔ عبد اللہ بن دینار سے روایت بیان کرنے والوں کی روایات میں اختلاف اور اضطراب۔

ان امور کی حقیقت درج ذیل ہے:

1۔ ابن دینار کا تفرد یہاں نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ یہ تفرد متقدم طبقات میں ہے جو محدثین کے نزدیک مضر نہیں ہوتا کیونکہ اس وقت حدیث زیادہ پھیلی نہیں تھی۔ اس لیے اس کے مخارج متعدد نہ تھے۔

2۔ عبد اللہ بن دینار کے شعبہ، مالک اور سفیان جیسے حفاظ شاگردوں نے یہ روایت بیان نہیں کی بلکہ سہیل بن عبد اللہ، سہیل بن ابی صالح، محمد بن عجلان، سلیمان بن بلال اور یزید بن الہاد جیسے "شیوخ" (محدثین کے نزدیک شیوخ سے مراد وہ راوی ہیں جو آئمہ حفاظ سے مرتبے میں کم ہوں)[53] نے بیان کی ہے۔

(۱)۔ سہیل بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ اس سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔[54]

(۲)۔ سہیل بن ابی صالح صدوق ہے، اس کا حافظہ آخری عمر میں کمزور ہو گیا تھا۔ بخاریؒ نے اس سے مقرون اور معلقاً روایات لی ہیں۔ اور باقی جماعت نے بھی اس سے روایات لی ہیں۔[55]

(۳)۔ سلیمان بن بلال ثقہ ہے۔ اس سے ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔[56]

(۴)۔ یزید بن عبد اللہ بن الہاد ثقہ مکثر ہے۔ اس سے ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔[57]

ان تمام رواۃ کو اگر شیوخ کے مرتبے پر بھی سمجھ لیں تب بھی ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو یاد رکھا ہے، کیونکہ تمام ایک ہی طرح اسے بیان کر رہے ہیں، یعنی "عبدالله بن دينار عن أبي هريرة" کے طریق سے۔

3۔ علامہ عینیؒ نے اس حدیث میں روایات کے اختلاف کو ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں دو طرح کا اختلاف ہے:

1۔ تعداد کا اختلاف: کچھ نے "بِضْعٌ وَ سِتُّونَ" بیان کیا ہے۔ کچھ نے شک کے ساتھ "بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ" بیان کیا ہے۔ کچھ نے یقین کے ساتھ "بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ" روایت کیا ہے اور کچھ نے "بِضْعٌ وَ سِتُّونَ" کہا ہے۔

2۔ الفاظ کا اختلاف: کچھ نے "بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ بَاباً" بیان کیا ہے اور کچھ نے "شُعْبَةً"۔ اسی طرح بعض میں "أَرْفَعُهَا" ہے اور بعض میں "أَفْضَلُهَا" کے الفاظ ہیں۔[58]

---

[52]Ibd.
[53]Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.256
[54]Ibn e Hajar Asqlānī, *Taqrīb al-Tahzīb,* P.259
[55]Ibn e Hajar Asqlānī, *Taqrīb al-Tahzīb,* P.259
[56]Ibd,P.496
[57]Ibd,P.602

اس طرح کا اختلاف اصل حدیث کی صحت میں مضر نہیں ہوتا۔ اگرچہ تعداد کے ثبوت میں مضر ہے۔ اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ ایمان کے مختلف اور متعدد شعبے ہیں۔ یہ بات سب طرق یکساں طور پر بتا رہے ہیں۔ صحیحین میں متعدد روایات موجود ہیں جن میں اس طرح کا اختلاف ہے لیکن اس سے اصل حدیث اور اصل مسئلے کے ثبوت پر فرق نہیں پڑتا۔ مثال کے طور پر:

"اپنے نفس کو ہبہ کرنے والی عورت والی روایت"[59]

اس روایت کے مختلف طرق میں درج ذیل مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں:[60]

ابو حازم، سہل بن سعد سے بیان کرتے ہیں تو "زَوَّجْنَاكَهَا" کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

امام مالک اور محدثین کی ایک جماعت نے "فَقَدْ زَوَّجْنَاكَهَا" کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

سفیان بن عیینہؒ نے "أَنْكَحْتُكَهَا" کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

ابن ابی حازم اور یعقوب بن عبد الرحمٰن نے "مَلَّكْتُكَهَا" کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

امام سفیان ثوریؒ "أَمْلَكْتُكَهَا" کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

ابو غسان کے طریق میں "أَمْكَنَّاكَهَا" کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ اس اختلاف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ بات قطعی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ہی موقعہ پر ایک ہی دفعہ یہ تمام الفاظ نہیں فرمائے۔ بلکہ تمام رواۃ نے آپ ﷺ کے الفاظ کی معنوی تعبیر کی ہے۔"[61]

ثابت ہوا کہ اس طرح کا اختلاف حدیث کے ثابت ہونے میں مضر نہیں ہوتا۔ لہٰذا "الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ" کا اختلاف بھی صحتِ حدیث میں نقصان دہ نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ امام بخاریؒ نے "بِضْعٌ وَسِتُّونَ" کے الفاظ کو راجح قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"ورجع البیہقی روایة البخاری لان سلیمان لم یشك...وقد رجح ابن الصلاح روایة الأقل لکونه المتیقن."[62]

"امام بیہقیؒ نے بخاریؒ کی روایت کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ سلیمان بالجزم بیان کرتے ہیں۔ حلیمی اور عیاض کا بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ شُعْبَةً کی روایات کو ثقہ کی زیادتی کی بنا پر راجح قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ مخرج ایک ہونے کے باوجود وہ بالجزم بیان نہیں کرتے بلکہ شک کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اسی بنا پر امام بخاریؒ کی نظر کی شفافیت واضح ہوتی ہے۔ ابن صلاح نے بھی کم بیان کرنے والے کی روایت کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ وہ بالجزم اور یقین کے ساتھ بیان کرتا ہے۔"[63]

---

[58]Badr al-Dīn Eainī,Mahmōd bin Ahmad, *Umdah al-Qārī Sharh o Saheeh al-Bukhāri*, Dār al-Kutob al-Ilmiyyah,Beīrūt,Lebanon,2001 AH,V.1, P.135

[59]Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:5030; Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:3553

[60]Ibn e Hajar Asqlānī, *Al-Nikat alā Kitāb ibn e Salāh*, Dār al-Kutob al-Ilmiyyah,Beīrūt, Lebanon,2009 AH, P.345

[61]Ibn e Hajar Asqlānī, *Al-Nikat*, P.345

[62]Ibn e Hajar Asqlānī, *Fath al-Bārī,* V.1, P.67

[63]Ibd.

مزید براں سلیمان بن بلال باقی بیان کرنے والوں سے اوثق ہیں۔ یہ تمام باتیں بخاریؒ کی روایت کو راجح قرار دیتی ہیں۔ نیز یہ حدیث قرآن وسنت سے متعارض نہیں بلکہ موافقت رکھتی ہے، اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے اس حدیث سے پہلے اس مفہوم کی دو آیات ذکر کی ہیں:

1۔ "لَيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ....وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَ." [64]

2۔ "قَدۡ أَفۡلَحَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ٱلَّذِينَ هُمۡ فِي صَلَاتِهِمۡ خَٰشِعُونَ....ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلۡفِرۡدَوۡسَ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ." [65]

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"وكأن المؤلف (أي البخاري) أشار إلى إمكان عد الشعب من هاتين الآيتين وشبههما." [66]

"گویا امام بخاریؒ ان دو آیات اور ان جیسی دیگر آیات سے اشارہ فرمارہے ہیں کہ ایمان کے مختلف مراتب کو شمار کرنا ممکن ہے۔"

اس مفہوم کی اور بہت سی احادیث ہیں جنھیں آئمہ کرام نے اپنی تصنیفات میں ایمان اور سنت کے ابواب میں بیان کیا ہے۔ درج بالا قرائن کی بنا پر امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح کا حصہ بنایا ہے۔

سابقہ بحث سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ محض تفرد کی بنا پر روایت کو معلول قرار نہیں دے دیتے۔ بلکہ اگر وہ درج ذیل شرائط پر پورا اترتی ہے تو آپ کے نزدیک وہ روایت صحیح ہو گی:

1۔ متفرد راوی ثقہ اور حافظ ہو۔

2۔ تفرد متقدم طبقات میں ہو، متأخر طبقات میں وہ روایت مشہور ہو۔

3۔ وہ روایت کسی مشہور روایت کے مخالف نہ ہو۔

4۔ قرآن کریم اور احادیث مرفوعہ سے اس کے شواہد ہوں۔

5۔ اس حدیث کا مضمون اہل علم کے ہاں معمول بہ ہو، متروک یا غیر مستعمل نہ ہو۔

صحیح بخاری کی جن روایات پر اس حوالے سے کلام کیا گیا ہے، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو درج بالا صفات پر پورا نہ اترتی ہو۔ امام بخاریؒ نے بڑی باریک بینی سے ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر اطمینان حاصل کر لینے کے بعد انھیں صحیح کا حصہ بنایا ہے۔ ابن رجبؒ نے امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے جس میں انھوں نے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ، زید بن انیسہ اور ابراہیم تیمی کے منفرد رہ جانے کی بنا پر ان کی روایات پر منکر کا حکم لگایا ہے۔ اس کے بعد اس کے رد میں فرماتے ہیں:

"وأما تصرف الشيخين والأكثرين فيدل على خلاف هذا....وحديث زيد بن أبي أنسية." [67]

---

[64] *Al-Baqarah*, Sūrah.2, Āyah.77
[65] *Al-Momēnōn*, Sūrah.23, Āyah.1-11
[66] Ibn e Hajar Asqlānī, *Fath al-Bārī,* V.1, P.66
[67] Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi,* P.255

"امام بخاری و مسلم اور دیگر محدثین کا عمل اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے؛وہ یہ کہ آخر سند تک ثقہ اگر ثقہ سے بیان کرے اور اس روایت میں کوئی علت نہ ہو تو ایسی روایت منکر نہیں ہوگی۔ بخاری و مسلمؒ نے صحیحین میں برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ، محمد ابراہیم تیمی اور زید بن ابی انیسہ کی روایات بیان کی ہیں۔"[68]

پھر اس کے بعد امام مسلمؒ کا درج ذیل قول نقل کیا ہے:

"راوی کسی مشہور محدث سے بیان کرنے میں اس کے دیگر تمام تلامذہ کے ساتھ شریک اور متفق ہو، لیکن کوئی ایسی اضافی بات بیان کرے جو اس محدث کے دیگر شاگردوں نے بیان نہیں کی۔ تو ایسے اضافے کو اہل علم قبول کرتے ہیں۔ لیکن زہری جیسے مشہور محدث سے ان کا کوئی شاگرد ایسی بات بیان کرتا ہے جو ان کے کسی اور شاگرد نے بیان نہیں کی، یا ان کے برعکس بیان کرتا ہے تو ایسی بات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔"[69]

یہ ان روایات کی امثلہ تھیں جن میں امام بخاریؒ نے تفرد کو حدیث کے معلول ہونے کا باعث نہیں سمجھا۔ اب بطورِ مثال وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جنھیں امام بخاریؒ نے تفرد کی بنا پر معلول قرار دیا ہے، تاکہ واضح ہو سکے کہ کس صورت میں آپ تفرد کو علت کا باعث سمجھتے ہیں۔

5. جن روایات کو امام بخاریؒ نے تفرد کی بنا پر معلول کہا ہے

پہلی مثال:

"اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ."[70]

"کافر سات آنتوں جبکہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔"

یہ متن متعدد صحابہ کرام ؓ سے معروف ہے۔ شیخینؒ نے اسے مختلف اسناد سے ابوہریرہ، ابن عمر اور جابر بن عبد اللہؓ وغیرہ سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک سند یہ ہے: ابوکریب عن ابی اسامہ عن برید عن جدہ عن ابی موسیٰ عن النبی۔ بہت سے محدثین کے نزدیک یہ متن اس سند کے ساتھ غریب ہے۔ اس سند کے معلول ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں:

1۔ ابوکریب کا ابواسامہ سے منفرد ہونا۔

2۔ ابواسامہ کا برید سے منفرد ہونا۔

3۔ ابوبکر کا ابواسامہ سے یہ روایت مذاکرہ کی حالت میں سننا۔

بہت سے محدثین نے اس روایت کو اس سند کے ساتھ غریب کہا ہے۔ ان میں سے امام بخاریؒ اور اور ابوزرعہؒ بھی ہیں۔ امام احمدؒ کا ظاہری کلام بھی اس حدیث کے منکر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔[71]

ابوکریب ثقہ راوی ہے۔ اس سے ایک جماعت نے روایت لی ہے، لیکن درج بالا قرائن کی بنا پر اس کا تفرد یہاں مضر ٹھہرتا ہے۔ امام بخاریؒ نے ان قرائن کی جانب اشارہ کیا ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ نے، اس حدیث کو ابوکریب کے طریق سے نقل کرنے کے بعد، ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"وسألت محمد بن إسماعيل عن هذا الحديث فقال....أن أبا كريب أخذ هذا الحديث عن أبي أسامة في المذاكرة."[72]

---

[68]Ibd.
[69]Muslim, *Muqaddamah Al-Jāmē al-Sahīh*, P.2
[70]Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:5393; Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:2060
[71]Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.248

"میں نے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ حدیث ابو کریب عن اَبی اسامہ سے مروی ہے۔ میں نے کہا: مجھے بہت سے لوگوں نے یہ روایت ابو اسامہ سے بیان کی ہے۔ تو آپ (امام بخاریؒ) تعجب کرنے لگے اور فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کو ابو اسامہ سے ابو کریب کے علاوہ کسی نے بیان کیا ہو۔ بخاریؒ نے فرمایا: ہماری معلومات کے مطابق ابو کریب نے ابو اسامہ سے یہ حدیث مذاکرہ کی حالت میں سنی ہے۔"(73)

ابو ہشام الرفاعی، ابو السائب اور حسین بن اسود نے اس حدیث کو ابو اسامہ سے ابو کریب کے واسطے کے علاوہ سے بیان کیا ہے۔ محدثین نے متابعت کے لیے ان طرق کا اعتبار اس لیے نہیں کیا کہ ابو اسامہ سے اس حدیث کا سماع ابو کریب کے علاوہ کسی کو ہے ہی نہیں۔ انھوں نے اسے ابو کریب کے واسطے سے سنا ہے اور ابو اسامہ کی طرف براہِ راست منسوب کر دیا ہے۔

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"وذكر لأبي زرعة من رواه عن أبي أسامة غير أبي كريب ، فكأنه أشار إلى أنهم أخذوه منه، وحسين بن الأسود، كان يتهم بسرقة الحديث،وأبو هشام فيه ضعف."(74)

"امام ابو زرعہ کے سامنے ابو کریب کے علاوہ رواۃ کا ذکر کیا گیا جنھوں نے اس روایت کو ابو اسامہ سے بیان کیا ہے۔ تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ انھوں نے اسے ابو کریب ہی سے سنا ہے۔ اور حسین بن اسود پر سرقۂ حدیث کی تہمت ہے اور ابو ہشام میں ضعف ہے۔"

دوسری بات یہ ہے کہ ابو کریب نے یہ حدیث مذاکرہ میں سنی ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے جو نقل کیا ہے کہ ابو کریب نے اس حدیث کو ابو اسامہ سے مذاکرہ کی حالت میں سنا ہے، اس بات نے حدیث کو معلول بنا دیا ہے۔ کیونکہ ابو کریب کے علاوہ کسی ثقہ راوی نے ابو اسامہ سے یہ روایت بیان نہیں کی۔ اور سماع و املاء کے برعکس مذاکرے میں غلطی کا امکان ہوتا ہے۔"(75)

ان قرائن کی بنا پر امام بخاریؒ نے اس طریق کو تفرد کی بنا پر معلول قرار دیا ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ امام بخاری اور دیگر محدثین کا اس روایت کو معلول قرار دینا ابو کریب کی سند کے اعتبار سے ہے، متن کے اعتبار سے نہیں۔ کیونکہ یہ متن دیگر اسناد سے دیگر صحابۂ کرام سے ثابت ہے اور بخاری و مسلم میں مختلف مقامات پر منقول ہے۔ ایک سند کے صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ متن ثابت نہیں، کیونکہ بسا اوقات متن دیگر صحیح طرق سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ امام مسلمؒ نے اس مسئلے کی وضاحت کی ہے۔

دوسری مثال:

"نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ."(76)

"نبیٔ کریم ﷺ نے کدّو اور تار کول کے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔"

---

(72)Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Kabīr*, P.303; Tirmazi, Abu Ēsā Muhammad bin Ēsā bin Sorah, *Ēlal al-Tirmazi al-Saghīr*, Dār o Ēhyā al-Turās al-Arabī, Beīrūt,Lebanon, V.5, P.760

(73)Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Kabīr*, P.303; Tirmazi, Abu Ēsā Muhammad bin Ēsā bin Sorah, *Ēlal al-Tirmazi al-Saghīr*, Dār o Ēhyā al-Turās al-Arabī, Beīrūt,Lebanon, V.5, P.760

(74)Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi*, P.248

(75)Ibd,P.249

(76)Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:5594; Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:1995

یہ حدیث مشہور ہے۔ اسے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے جن میں ابنِ عباس، علی، عائشہ، ابن عمر، ابن سعید، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ لیکن یہ روایت "شبابة عن شعبة عن بكير عن عطاء عن عبدالرحمن بن يعمر" کے طریق سے مروی ہے۔[77] یہ طریق غریب جداً ہے۔ امام بخاری، احمد، ابو حاتم، ابن عدی[78] اور امام ترمذیؒ[79] نے شبابہ پر اس حدیث کا انکار کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے کچھ اسباب بیان کیے ہیں جن کی بنا پر اس حدیث کو معلول قرار دیا گیا ہے۔ آپ شبابہ کی روایت کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ حدیث سنداً غریب ہے۔ شبابہ کے علاوہ کسی نے اسے شعبہ سے بیان نہیں کیا۔ نبیؐ کریم ﷺ سے بہت سی اسناد سے مروی ہے کہ آپ نے کدو اور تارکول کے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ شبابہ کی حدیث اس وجہ سے غریب ہے کہ وہ شعبہ سے روایت کرنے میں منفرد ہے۔ شبابہ نے شعبہ اور سفیان ثوری سے "عن بكير بن عطاء عن عبدالرحمن بن يعمر عن النبي" کی سند کے ساتھ ایک دوسرا متن بیان کیا ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حج وقوف عرفہ ہے۔" محدثین کے ہاں اس سند سے یہ والا متن معروف ہے (نہ کہ پہلے والا)۔"[80]

لہٰذا امام بخاریؒ کے نزدیک یہ حدیث درج ذیل قرائن کی بنا پر معلول قرار پائی:

1۔ شعبہ کے شاگردوں میں سے شبابہ کا اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہونا۔

2۔ اس حدیث کا شبابہ کی سند کے علاوہ سے مشہور ہونا۔

3۔ شعبہ سے ایک دوسری حدیث کا موجود ہونا جو بالکل اس سند سے مروی ہے جسے بیان کرنے میں شبابہ منفرد ہے۔

شبابہ ثقہ ہے لیکن یحییٰ قطان، ابنِ مہدی، معاذ بن معاذ، خالد بن حارث اور محمد بن جعفر غندر اثبت ہیں ۔ یہ تمام اس روایت کو شبابہ والی سند سے بیان نہیں کرتے۔ گویا شبابہ اس سند کو بیان کرنے میں اوثق کی مخالفت کر رہا ہے۔

صحیحین میں شعبہ کے شاگردوں نے اس روایت کو متعدد طرق سے بیان کیا ہے لیکن ان میں شبابہ کا طریق نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو شعبہ عن أبي حمزہ عن ابنِ عباس کی سند سے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ شعبہ سے بیان کرنے والے علی بن جعد[81]، غندر[82] اور نضر بن شمیل[83] ہیں۔

امام مسلمؒ نے شعبہ سے اس حدیث کے درج ذیل طرق بیان کیے ہیں:

1۔ محمد بن جعفر عن شعبہ عن الأعمش۔[84]

2۔ یحییٰ قطان عن شعبہ عن منصور و سلیمان و حماد۔[85]

3۔ محمد بن جعفر عن شعبہ عن یحییٰ بن ابی عمر۔[86]

4۔ محمد بن جعفر عن شعبہ عن محارب بن دثار۔[87]

---

(77)Nasāī,Ahmad Bin Shoaib, *Al-Sunan*, Darussalam, Riyādh,1999 AH, Hadith:308; Ibn e Mājah, Muhammad Bin Yazīd Qazwīnī, *Al-Sunan*, Darussalam, Riyādh,1999 AH, Hadith:3404; Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Kabīr*, P.309; Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Saghīr*, V.5, P.761

(78)Ibn e Rajab Hanbalī, *Sharh o Ēlal al-Tirmazi,* P.249

(79)Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Kabīr*, P.309; Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Saghīr*, V.5, P.761

(80)Tirmazi, *Ēlal al-Tirmazi al-Saghīr*, V.5, P.760

(81)Bukhāri, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:53

(82)Ibd,Hadith.87

(83)Ibd,Hadith.7266

(84)Muslim, *Al-Jāmē al-Sahīh*, Hadith:5286

(85)Ibd,Hadith.5289

(86)Ibd,Hadith.5297

(87)Ibd,Hadith.5311

5۔ محمد بن جعفر عن شعبہ عن عقبہ بن حارث۔[88] 6۔ محمد بن جعفر عن شعبہ عن جبلہ۔[89]

7۔ ابو داود و معاذ بن معاذ عن شعبہ عن عمرو بن مرۃ۔[90]

یہ شعبہ کے واسطے سے اس حدیث کے مشہور ترین طرق ہیں۔ان میں شبابہ والا طریق نہیں ہے۔لہٰذا وہ مشہور اور متداول نہیں ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں قلب ہے اور یہ حدیث مقلوب الاسناد ہے۔وہ اس طرح کہ "اَلْحَجُّ عَرَفَةُ"کا متن جو اس سند سے مشہور ہے، اس کی سند اوپر والے متن کے ساتھ لگا دی گئی ہے۔

تفرد کے ساتھ درج بالا تمام قرائن لاحق ہونے کی بنا پر امام بخاریؒ نے اس روایت کو معلول قرار دیا ہے۔

6. نتیجہ بحث

مذکورہ بحث سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1۔ تفرد حدیث کی علت جاننے کا قوی ترین ذریعہ ہے۔

2۔ نقاد محدثین محض تفرد کی بنا پر حدیث پر شاذ یا منکر کا حکم نہیں لگا دیتے بلکہ دیگر قرائن کو سامنے رکھتے ہوئے حکم لگاتے ہیں۔

3۔ یہ قرائن مختلف احادیث کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، مخصوص نہیں ہیں۔

4۔ محدثین کا متفرد کے بارے میں کوئی خاص حکم نہیں، وہ مطلقاً قبول کرتے ہیں نہ رد کرتے ہیں۔بلکہ بعض تفردات ایسے ہیں جنھیں امام بخاریؒ نے صحیح کہاہے۔انھیں غرائبِ صحیح کے نام سے جانا جاتا ہے۔اور بعض تفردات ایسے ہیں جن پر امام بخاریؒ نے نکارت کا حکم لگایا ہے۔

5۔ بسا اوقات منفرد حدیث پر آئمہ نقاد کا حکم مختلف ہوتا ہے۔ایسا منہج کے اختلاف کی بنا پر نہیں بلکہ حدیث کے طرق اور ترجیحی قرائن پر اپنی واقفیت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

[88]Ibd,Hadith.5313
[89]Ibd,Hadith.5314
[90]Ibd,Hadith.5315-5316